ناخوشگوار پہلو یہ بھی تھا کہ وہ اردو تحریک کو سیاست سے الگ رکھ کر اُس کو جمہوری اور عوامی تحریک کی حیثیت سے نہیں چلا سکے چنانچہ اس کا اثر یہ ہوا کہ اُردو ہند میں ہندی کی اور پاکستان میں بنگالی زبان کی حریف سمجھی جانے لگی اور اس ایک غلط فہمی کی وجہ سے آج اردو کو ہند اور پاکستان دونوں ملکوں میں تقریباً ایک ہی قسم کی مشکلات پیش آرہی ہیں۔ اردو تحریک کا یہ انداز مولانا ابوالکلام آزاد کی رائے میں سرتاسر غلط تھا اور تجربات مابعد نے ثابت بھی کر دیا کہ اس معاملہ میں مولانا کی رائے ہی درست تھی۔ اس بنا پر ہمارا خیال ہے کہ مولانا نے مولوی صاحب سے صرف اتنی بات کہی ہوگی کہ وہ اردو تحریک کو جس ڈگر پر چلا رہے ہیں وہ صحیح نہیں ہے اُس سے اردو کو نقصان پہنچ جائے گا۔ مولوی صاحب نے مولانا کی اسی بات کو اپنے مخصوص اندازِ گفتگو میں بیان کر دیا ہے اسی قسم کے مواقع کے لئے فرمایا گیا ہے کفٰی بالمرءِ کذباً ان یحدث بکل ما سمع۔

۲۸ فروری سے ۲ مارچ تک کلکتہ میں مغربی بنگال کی ریاستی شاخ انجمن ترقی اُردو کی طرف سے ایک عظیم الشان اردو کانفرنس اور ہند و پاک مشاعرہ ہوا۔ یہ کانفرنس اس اعتبار سے بڑی اہم تھی کہ آزادی کے بعد پہلی مرتبہ اس کانفرنس کے ذریعہ اردو کے لئے ایک اجتماعی آواز مغربی بنگال سے بلند ہوئی ہے۔ ملک کے اکابرِ علم و ادب کے اجتماع اور اردو دوستوں کے جوش و خروش نے کانفرنس کو اس قدر کامیاب بنایا کہ دوسری ریاستیں اس کو نظیر بنا سکتی ہیں۔ پنڈت سندر لال نے کانفرنس کی اور پروفیسر آل احمد سرور نے مشاعرہ کی صدارت کی۔ کانفرنس کا افتتاح مغربی بنگال کے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر بی۔ سی رائے نے کیا۔ موصوف نے تقریر ہندوستانی زبان میں کی اور اُس میں اس بات کا وعدہ کیا کہ بنگال میں اردو کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا جائے گا۔ پرائمری تعلیم بچہ و بچی کی مادری زبان کے ذریعہ دی جائے گی۔ ڈاکٹر صاحب کی تقریر کو سب لوگوں نے بڑی دلچسپی اور توجہ سے سنا اور انھوں نے جس ہمدردانہ لہجہ میں اُردو کے موجودہ مسائل و معاملات پر تبصرہ کیا۔ تمام حاضرینِ جلسہ اس سے بہت متاثر ہوئے۔

پورے ملک میں غالباً صرف بمبئی اور کلکتہ ہی ایسے دو شہر ہیں جہاں اردو کا دم گھٹتا ہوا محسوس نہیں ہوتا۔ اس سے اتر پردیش اور دلی کو عبرت ہونی چاہیئے۔